ڈاکٹر شاہین ظفر
استاد شعبہ ہندی ،
نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد

ہندی نثر کا آغاز اور ارتقاء

Dr. Shahin Zafar,
Assistant Professor, Hindi Department,
National University of Modern Languages, Islamabad.

Hindi Begining and Development of Hindi Sub-continent, Languages & Sub-continue

The overview of Hindi literature reveals that in the beginning of language development, poetry was used to express the romantic and simple feelings of people. Later on Hindi prose was emerged to express new thoughts which contains complex and difficult situations of life. Hindi prose was developing side by side the improvement in the Hindi language. This article focuses not only the development in Hindi prose but also evaluate the contribution of different writers of India who gave various styles of Hindi language.

عام زندگی میں انسان زیادہ تر نثر کا استعمال کرتا ہے۔تاہم بین الاقوامی ادب میں نثر کی بجائے شاعری (نظم) کی شروعات پہلے ہوئی اسکی وجہ انسان کا اپنے دل کے جذبات کا اظہار ہے اس کے علاوہ یہ بھی ایک اہم سچائی ہے کہ خیالات کے اظہار کا جتنا خوبصورت بیان شاعری میں ہوسکتا ہے اُتنا نثر میں نہیں۔ابتدا میں انسان کے خیالات عام فہم تھے۔ان کے بیان میں کسی قسم کی دشواری نہیں تھی۔تہذیب اور علم کی ترقی کے ساتھ ساتھ انسان کے خیالات میں گہرائی، مشکلات اور کئی اقسام کے مسائل شامل ہونے لگے۔اس قسم کے مشکل خیالات کا اظہار شاعری میں نہیں بلکہ نثر میں کیا گیا۔

جدید دور میں سائنسی کرشموں کی بہتات کی وجہ سے نثر کے ذرائع سے عام خیالات کی پہچان آسان ہوگئی۔آج خیالات اور جذبات کی جگہ عقل اور بحث نے لے لی۔نتیجتاً نثر کا استعمال زیادہ سے زیادہ ہونے لگا انسانی تاریخ میں زندگی جوں جوں جذباتیت چھوڑ کر مشکلات کی طرف بڑھی انسانی زندگی نثر سے اور زیادہ جڑتی دکھائی دیتی ہے۔انسانی

زندگی کے خیالات میں شعور اور جذبات میں کمی آتی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ادب میں پہلے شاعری کو اہمیت دی گئی۔ کیونکہ یہ اظہار کا ایک آسان طریقہ تھا۔ نثر کی ترقی یا ابتداء بعد میں ہوئی۔ جدید دور میں ہندی نثر کو فروغ حاصل ہوا اس لئے اس زمانے کو ہندی نثر کا دُور بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۹ویں صدی میں انگریزوں کی تہذیب کا ہندوستانی تہذیب سے ٹکراؤ ایک اہم واقعہ ہے۔ چناچہ لوگوں کو زندگی دینے والا انکے مسائل کو حل کرنے والا ادب سامنے آیا۔ سائنسی ترقی کی وجہ سے ہر انسان کے خیالات کو سمجھنا نثر کے ذریعہ آسان ہوگیا۔ ہندی نثر کی قابل ذکر تاریخ انیسویں صدی سے شروع ہوئی ہے۔ ہندی نثر کے تینوں ادوار میں راجستھانی ادب قدیم مانا جاتا ہے یہ دور دسویں صدی کے آس پاس شروع ہوا جبکہ برج بھاشا نثر کو اندازاً چودھویں صدی کے آس پاس مانا جاتا ہے۔

حواشی :

۱ سم وت : یہ ھندوستانی کلینڈر ہے جس کا آغاز راجہ وکرما دتے کے دور حکومت سے ہوا۔ یہ شمسی کلینڈر ہے

۲ گورکھ پنتھی: گورکھ ناتھ کو ماننے والا فرقہ گورکھ پنتھی کہلاتا ہے

۳ رام پراساد نرنجنی: کھڑی بولی نثر کی روایت پٹیالہ کے نثر نگار رام پراساد نرنجنی کی تحریر سے مانی جاتی ہے

۴ برہم یوگ : برہما سے متعلقہ مذہبی کتاب

تاہم کھڑی بولی کا آغاز سن ۱۷۵۰ء سے مانا جاتا ہے۔ حالانکہ ہندی نثر کی تاریخ انیسویں صدی سے ملتی ہے لیکن اس سے پہلے بھی راجھستانی نثر برج بھاشا نثر اور کھڑی بولی نثر کا روایتی سلسہ چل رہا تھا۔ ۱۴۰۰ سم وت کے آس پاس "ہٹ یوگ" "برہم یوگ" سے متعلقہ کچھ گورکھ پنتھی کتابیں دریافت ہوئی ہیں۔ ان میں کھڑی بولی اور راجھستانی نثر کا ملا جُلا استعمال کیا گیا ہے۔ کھڑی بولی نثر کا استعمال یوں تو امیر خسرو اور صوفی شاعروں اور دکنی شاعر واضح طور پر کرتے رہے ہیں۔ مگر کھڑی بولی نثر کی روایت پٹیالہ کے رام پراساد نرنجنی کی تحریر "بھاشا یوگ وششٹ" ۱۷۴۱ء سے مانی جاسکتی ہے۔

۱۹ویں صدی سے پہلے ہندی نثر کے یہ تینوں روپ مظبوط ادب کے حامل نہیں تھے اس کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب ہندی ادب اپ بھرنش سے نکل کر اپنی اصل شناخت بنا رہا تھا اس وقت اسے خاص طور سے بودھ سدھوں اور جین آچاریوں کا ہی آسرا ملا۔ بودھ سدھوں اور جین آچاریوں ان دونوں کا تعلق عام لوگوں میں صرف مذہبی امور تک ہی محدود تھا اور ان مذہبی تبلیغ کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے انہوں نے شاعرانہ انداز کو اپنایا اگر کسی نے نثر کا استعمال کیا بھی تو اس میں وہ پختگی نہیں تھی کیونکہ مذہبی تبلیغ کے لئے کسی مظبوط نثر کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کے بعد بھگتی دور کا زمانہ آیا اس دور میں نثری ادب اپنی اہمیت حاصل نہیں کرسکا۔ کیونکہ بھگوان کی ''لیلا گان'' کے لئے یہ غیر مناسب تھا۔ عربی اور فارسی ادب کے ساتھ تعلق ہونے کے باوجود یہ اپنی جگہ نہیں بنا سکا کیونکہ یہ عام لوگوں میں رائج نہیں تھا۔

بھگتی دور کے بعد ریتی دور میں بھی یہ سلسلہ کچھ اسی طرح چلتا رہا۔ ریتی دور میں ہندی ادب زمیندارانہ زندگی کی رنگینوں میں ڈوبا رہا۔ اس دور میں عام زندگی سے متعلقہ ادب نہیں لکھا گیا بلکہ عشقیا شاعری کی طرف زیادہ رجحان رہا۔ اس طرح اس دور میں بھی نثر کو وہ مقام حاصل نہیں ہوسکا جو ہونا چاہے تھا۔

ریتی دور کے بعد ۱۹ ویں صدی میں عام لوگوں کا جیون انگریزوں کے تعلق سے نئے دور کی طرف مڑا۔ لوگوں میں شعور پیدا ہوا۔ سماج میں پھیلی پرانی روایات نے دم توڑ دیا۔ نئی سوچ اُبھری جسکے لئے نثر کے اظہار کی ضرورت پڑی اس نئی سوچ کے ساتھ کھڑی بولی نثر کے اثرات رُونما ہونے لگے۔ سن ۱۸۰۰ء میں فورٹ ولیم کالم کلکتہ کا قیام عمل میں آیا۔ کھڑی بولی کی ترقی میں فورٹ ولیم کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ۱۸۰۰ء میں جان گل کرائسٹ کو فورٹ ولیم کالج میں پروفیسر بنایا گیا۔ ہندی کھڑی بولی کی ترقی میں جن دانشوروں کا سب سے زیادہ نام ہے۔ ان میں " للولال " سون مشرا اور انشاء اللہ خان کے نام قابل ذکر ہیں۔ انشاءاللہ خان کی ''رانی کیتکی کی کہانی'' ہندی نثر کی سب سے پہلی کہانی مانی جاتی ہے۔

راجھستانی نثر کی ابتدا دسویں صدی سے مانی گئی ہے جس میں اسکا قدیم روپ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس میں دان پتر، پٹے پروانے، جینوں کی مذہبی تقریریں، سیاست کی کتابیں اور تاریخی مواد ملتا ہے۔ ان کو مدنظر رکھتے ہوئے پنڈت موتی لال راجستھانی نثر کا آغاز تقریباً 13 ویں صدی کے درمیان سے مانتے ہیں ابتدائی راجستھانی نثر سنسکرت کی ''سماس شیلی'' اور زبان میں ''اپ بھرنش'' سے متاثر دکھائی دیتی ہے بعد میں اس پر برج بھاشا کے اثرات بھی رُونما ہوئے اور کھڑی بولی کے بھی کچھ اثرات نظر آتے ہیں۔ سن ۱۳۳۰ء کے آس پاس کے تاڑ پتروں پر لکھے نثر کی ایک مثال درج ذیل ہے۔

پرمیش وراربت، سڑنی، سکل کرم، نرملت سدھ سڑنی
،سنسار پری وار، سموت ڑن، یان پاتر مہاستو، سادھو،
سڑنی سکل پاپ، پٹل، کنوئل کلا، کلی تو، کیولی، پروتیو،
دھمو، سڑنی (ا)

حواشی :

۱ اپ بھرنش : سنسکرت بھاشا کا بدلتا ہوا روپ پالی، پالی سے پراکرت اور پراکرت کا جدید روپ اپ بھرنش تھا، اپ بھرنش سے ہی ھندی بھاشا کا آغاز ہوا

۲ بودھ سدھ : بودھ مذہب کے علماء

۳ جین آچاریہ : جین مذہب کے پیشوا یا علماء

۴ سماس شیلی : مضمون لکھنے کا ایک طریقہ کار ہے جس میں ایک ہی بات کو مختلف طریقے سے پیش کیا جاتا ہے

سموت ۱۳۵۸ کے آس پاس کی راجستھانی نثر کی ایک اور مثال اس طرح ہے

پہیلوتری کال اتیت اناگت ورتمان بہتری تیرتھکر سرو
پاپ شریکر ہنوں نمسکاروں (۲)

سن ۱۸۴۷ کے پستہ رام بے راگی کی تحریر " پنچا کھیان " میں راجستھانی نثر کا جدید روپ دیکھا جاسکتا ہے اس کی ایک مثال اس طرح ہے

وارتا ایک گاؤں میں راس منڈ والا گو، جا جھم، بچھائی، جھالر بجائی،
تر مر دیانے، تس لاگی تر گاؤں کا چھورانئے پوچھےارے
ڈاوڈا پا ڑی جھگت بجائیو، تب چھورا کیو،
اوں کوڑو، آوا کارُکھ بیتھے چھئے، تب مردئیو کوڑے آگے، دیکھے تو
ایک استری پڑانی کے کنارے روٹھی بیٹھی چھے (۳)

۱۹ویں صدی میں انگریزی تہذیب کے زیر اثر راجستھانی ادب لوگوں کو زیادہ متاثر نہ کر سکا نہ اس لیے راجستھانی نثر کو حکومت اور پریس سے بھی فروغ حاصل نہ ہو سکا۔ اسلئے یہ زندگی کی ترقی میں آگے گامزن نہ ہو سکا۔ سموت ۱۶۸۳ راجستھانی نثر کی ایک عمدہ مثال اس طرح ہے۔

بلی کو بگ ہاڑا سب کی بات سامرتھ، شری
کرشن رُوک مڑی جی بانھ پکڑی رتھ اُپری بیسانی،
تبہ باہر، باہر ہوئی، کہن لاگا جوں کوئی ہوئے سو
دوجیو، ہریانی کہتا رکمنی جی ہری کہتا کرشن ہری لے
گیو (۴)

کہا جاتا ہے کہ برج بھاشا کا استعمال گورکھ پنتھی یوگیوں نے اپنی مذہبی کتابوں کے لئے کیا۔ گودکھ ساز میں برج بھاشا نثر کا قدیم روپ دیکھنے کو ملتا ہے۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ گودکھ ساز، گورکھ ناتھ کی تخلیق ہے لیکن کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ یہ انکی شاگرد کی۔ سن ۱۶۲۶ء کے آس پاس برج بھاشا میں لکھی گئیں کتابیں جن میں ''اگن مہاتماہ'' اور ''ویشاکھ مہاتماہ'' قابل ذکر مانی جاتی ہے۔ سن ۱۷۰۳ء میں ''نہ سیکھے تو پاکھیان'' اور سن ۱۷۰۰ء میں ''بے تال پچیسی'' برج بھاشا نثر کے اہم مجموعہ ہیں۔ برج بھاشا نثر میں ہ ء گودکھ ناتھ کی لکھی ''دوسو وشپسرٖوں کی یاترا'' اور ''چوراسی وشیرٖو کی وادتا'' کو بہت اہمیت حاصل ہے اُن دونوں مجموعوں کی زبان بہت سادہ اور آسان ہے۔ اس میں محاوروں کا بھی استعمال کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ فارسی، گجراتی، پنجابی وغیرہ کے لفظوں کا بھی استعمال نظر آتا ہے۔ برج بھاشا کی قدیمیت کے بارے میں اچاریہ شکل کا کہنا ہے۔

چاہے جو ہو یہ سموت ۱۴۰۰ کے برج بھاشا نثر کا نمونہ
ہے۔ (۵)

حواشی :

۱ دان پتر : خیرات کی جانے والی رقم کی لکھت پڑھت جن صفحوں پر کی جاتی ہے اسے دان پتر کہتے ہیں
۲ تاڑ پتروں: قدیم زمانے میں پتوں کو کاغذ کی جگہ لکھائی کے کام میں استعمال کیا جاتا تھا
۳ پٹے پروانے : خط لکھنے کا طریقہ
۴ بکھتی دور : ہندی ادب کی تاریخ کا دوسرا دور جس میں زیادہ تر بھگوان کی لیلا سے متعلق ادب لکھا گیا
۵ ریتی دور: ہندی ادب کی تاریخ کا تیسرا دور جس میں عشقیا شاعری پر زور دیا گیا

ڈاکٹر واشٹرے نے اسکی قدیمیت کے بارے میں خاموش رہ کر بھی اپنا شک وشبہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں

> اس بارے میں کچھ گورکھ پنتھی تحریروں کے نام لئے
> جاتے ہیں جس میں راجستھانی اور کھڑی بولی کے
> ملاپ سے برج بھاشا نثر کی مثال دیکھنے کوملتی ہے
> لیکن ان تحریروں کے بارے میں ثبوت کے ساتھ
> کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا ہے (۶)

برج بھاشا نثر سے متعلقہ جو تحقیقی کام ہوئے ہیں ان سے یہ ثابت ہوا ہے کہ گورکھ ناتھ کے نام سے جو تحریریں شائع ہوئی ہیں ان میں سب سے قدیم تحریر سن ۱۵۱۷وکرم ۱۶۵۸ء کی ہے آگے چل کر ۱۷ویں صدی میں شری بلبھ آچار کے بیٹے گوسائی بٹھل ناتھ کی تحریر 'شرنگار رس منڈل' اور بٹھل ناتھ کے بیٹے گوکل ناتھ کی تحریر 'چوراسی ویشڑوں کی وارتا' اور 'دوسوباون ویشڑوں کی وارتا' برج بھاشا نثر میں بول چال کے قدیم نمونے مانے جاتے ہیں۔

راجھستانی نثر کی مانند برج بھاشا نثر بھی اپنی مضبوطی برقرار نہیں رکھ سکا اس کے ساتھ ہی ساتھ انگریزوں نے بھی سرکاری کاموں کے لئے بھی شروع سے ہی کھڑی بولی کا استعمال کیا۔ بدقسمتی سے برج صوبے میں بھی برج بھاشا کے فروغ کے لئے ایسی کوئی تحریک نہیں چلی جس نے برج بھاشا کو متاثر کیا ہو۔ اس لئے راجھستانی نثر کی مانند برج بھاشا نثر کو بھی فروغ حاصل نہیں ہوسکا۔

یوں تو جنوبی بھارت کے رہنے والے مسلماں جنوبی بھارت بننے سے پہلے شمالی بھارت کی بولیوں اور زبانوں سے واقف تھے۔ کیونکہ چالوک خاندان اور یادو خاندانوں کی بنیاد ڈالنے والے شمالی بھارت سے ہی وہاں پہنچے تھے اور اس طرح انھوں نے طاقتور ریاستوں کی بنیاد رکھی۔ لیکن ۱۹ویں صدی کے آخر میں علاولدین خلجی اور انکے طاقتور سپہ سالار وں نے اپنی فوج کے ساتھ حملہ کر کے مسلم ریاست کی حدود کو بڑھایا یوں شمالی اور جنوبی بھارت کے درمیان ایک نئ تہذیب کا آغاز ہوا۔ اس فوج کے ساتھ شمالی بھارت سے جانے والے بہت سے فوجی، تاجر، اور صوفی فقیر وہاں بس گئے۔ یہ لوگ دہلی شہر سے اپنے ساتھ ایک ایسی زبان لے گئے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے میلاپ سے دہلی شہر کے آس پاس پروان چڑھ رہی تھی۔

ڈاکٹر احتشام کے الفاظ میں

> اس زبان میں راجھستانی، ہریا نوی اور کھڑی بولی کا میل تھا
> یہ زبان برج بھاشا کے اثر سے بھی نہ بچ سکی تھی سب سے بڑھ کر
> یہ کہ اس میں عربی اور فارسی کے بے شمار الفاظ شامل ہوگئے تھے (۷)

کھڑی بولی دہلی اور میرٹھ کے آس پاس بولی جانے والی ایک زبان ہے۔ جسکا آغاز دسویں صدی کے آس پاس شورسینی اپ بھرنش سے مانا جاتا ہے۔ نینی چڑجی اور چندودھر شرما گلیری کے مطابق

> میرٹھ کی کھڑی بولی کو معاشرہ اور لشکر کے استعمال کے قابل بنائے جانے کی وجہ سے اسکا نام
> پڑی کی جگہ پر کھڑی پڑیں (۸)

حواشی :

۱ گورکھ ساز : گورکھ ناتھ کا تخلیق کیا ہوا مجموعہ

۲ نہ سیکھے تو پا کھیان : برج بھاشا میں لکھے گئے مجموعے کا نام

۳ شورسینی اپ بھرنش : اپ بھرنش کی ایک شاخ

ڈاکٹر دھریندرورما کے مطابق

کھڑی بولی برج بھاشا کے مقابلہ مضبوط اور سخت ہونے کی وجہ

سے اسکا نام کھڑی بولی پڑ گیا (۹)

کھڑی بولی نثر کو تین ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کھڑی بولی کا ابتدائی دور تیرہویں اور چودہویں صدی کا ہے۔ ابتدائی دور میں سب سے مشہور نثر لکھنے والے خواجہ بندہ نواز گیسودراز سن ۱۴۲۲۔۱۴۱۸ء تک مانے جاتے ہیں یہ دہلی کے مشہور صوفی نظام الدین اولیا کے خلیفہ اور خواجہ نصیرالدین دہلوی کے خاص شاگرد تھے۔ انکی مشہور تحریر (معراج العاشقین) دکنی نثر کی ابتدائی کتاب ہے۔ شکارنامہ اور تلاوتل وجود انکی دو چھوٹی تحریریں ہیں انکی نثر کا ایک نمونہ اس طرح ہے کہ

انسان کے بوجھنے کوں پانچ تن، ہر ایک
تن کوں پانچ دروازے ہیں، ھور پانچ
دربان ہیں، پہلا تن باجی بُل وجود،
موکان۔ اس کا شیطانی، نفس اسکا عمارہ
یعنی واجب کے آنکھ سے غیر نہ دیکھنا، سو
ہرن کے کان سو غیر نہ سننا سو۔ (۱۰)

اس کے بعد سن ۱۴۹۱ء سے ۱۶۸۶ء تک کا درمیانی عرصہ وسطی دور کہلاتا ہے اس دور میں مُلا وجہی خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنکی مشہور نثر نگاری میں 'سب رس' خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ سب رس کو اردو ادب کی سب سے قدیم تحریر مانا جاتا ہے۔ دکنی نثر کے تیسرے دور میں کئی ایک نثر نگاروں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ وجہی کی روایت کو آگے بڑھایا۔ اس دور کی نثر جدید ہندی نثر کے بہت قریب آ گئی تھی۔ اس دور کے نثر نگاروں میں عبدالصمد، حسینی، شہاب الدین وغیرہ کے نام آتے ہیں۔ سید حسین کے نثر کا ایک نمونہ اسطرح ہیں۔

وارث تاج وتخت کا کوئی اب تک پیدا نہ ہوا
جب اولا د نہیں تو اس دولت دنیا کو لے کر کیا
کروں۔ یہ تخت و تاج تجھ کو مبارک ہو میں اس
حجرہ سے باہر نہ نکلوں گا۔ جب تک اللہ تعالی
مجھ کو اولاد سے سرفراز کرے۔ وزیر بادبیر نے
عرض کیا حق تعالیٰ سایہ دامن دولت کو کھانا
داروں کے سر پر قائم دائم رکھے (۱۱)

مسلمان اور انگریزوں کے بھارت آنے سے جو حالات بنے اس سے کھڑی بولی نثر کو اہمیت حاصل ہوتی گئی۔ کھڑی بولی نثر کا صحیح معنی میں آغاز جدید دور سے مانا جاتا ہے۔ کھڑی بولی کی ابتداء کے بارے میں متعلقہ دانشوروں کے دو خیالات ہیں۔ جارج گیلرسن، آرڈبلیو بریجر، للنی موہن سانیال کے مطابق

جدید کھڑی بولی کی ایجاد سب سے پہلے
گل کرائسٹ کی سربراہی میں للولال اور
سدن مشرا کے ذریعے مانی جاتی
ہے (۱۲)

رام چندر اور ڈاکٹر واشٹرے اس بات کو غلط ثابت کرتے ہیں شُکل جی نے کھڑی بولی نثر کا آغاز اکبر کے زمانے کے گنگ نامی شاعر کی مشہور تحریر ''چند چھند برن کی مہیما'' کو مانا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی سی تحریر سن ۱۵۶۰ء میں لکھی گئی تھی۔ اسکی زبان میں کھڑی بولی نثر کے آغاز کا روپ نمایاں ہوتا ہے۔ کھڑی بولی نثر کے ترقی میں انگریزوں کے کردار کو جھٹلایا نہیں جا سکتا ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھوں میں حکومت آنے پر ریاستی امور کو چلانے کے لئے یہ ضروری تھا حکمرانوں سے تعلقات بہتر بنائے جائیں اور اس تعلقات کے لئے اہم تھا کہ کسی نہ کسی زبان سے تعلق قائم کیا جاتا انگریزوں کے سامنے تین زبانیں اہم تھیں۔ انگریزی زبان، سنسکرت یا عربی، فارسی زبان اور علاقائی زبان، یہ ایک حقیقت تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی انگریزی زبان کو زیادہ سے زیادہ پھیلانا چاہتی تھی۔ لیکن عوام الناس اس زبان سے اچھی طرح واقف نہیں تھے۔ سنسکرت کا پھیلاؤ ہندوؤں کے اعلے طبقے میں تھا وہ ایک قدیم زبان تھی اس میں نئے علمی اور سائنسی الفاظوں کا ذخیرہ نہیں تھا۔ عربی اور فارسی کا استعمال مغل دور سے ہی کچہری میں پہلے سے ہی تھا۔ ان وجوہات کی بناء پر زبان کی پالیسی میں تسلسل نہ رہا۔ مختصر یہ کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذریعہ اپنائی جانے والی کھڑی بولی سے عوام الناس میں رائج کھڑی بولی سے مختلف تھی۔ یہ حقیقت میں ہندی نہیں بلکہ اُردو زبان تھی۔ اسے ہندی، اردو، ریختہ ہندوستانی ناموں سے بھی پکارا جاتا تھا۔ اسکے برعکس عوام الناس میں بولی جانے والی کھڑی بولی کو ہندوتی ہندوی اور ہندی وغیرہ ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ ہندی کھڑی بولی کی ترقی میں فورٹ ولیم کالج کا بڑا ہاتھ ہے۔ مگر اس کالج کی زبان کے بارے میں پالیسی اور ایسٹ انڈیا کی پالیسی میں کوئی فرق نہیں تھا۔ سن ۱۸۰۰ء میں مارک گیل نے اس کالج کی بنیاد رکھی۔ ۱۸ اگست سن ۱۸۰۰ کی دستاویز کے مطابق پروفیسر بورتھ بل کرائسٹ کو ہندوستانی زبان کا پروفیسر بنایا گیا۔ پروفیسر جان نے چھوٹی بڑی ۱۹ کتابوں کی تخلیق کی اس کالج میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے سول سروس میں کام کرنے والے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ کالج میں مختلف موضوعات کی تعلیم دی جاتی تھی۔ جن میں عربی، فارسی، سنسکرت، ہندوستانی تیلگو، مراٹھی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

کھڑی بولی کی ترقی میں جن ادیبوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں للولال سدن مشرا سدا سکھ لال اور انشااللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ انہیں ہندی نثر کا بنیادی عنصر کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ستیہ دیو چودھری کے الفاظ میں

انشااللہ خان کو کھڑی بولی نثر کا صحیح معنی میں
باپ مانا جاسکتا ہے (۱۳)

انشااللہ خان سے پہلے کھڑی بولی نثر کا استعمال مذہبی اموروں کے لئے ہوتا تھا۔ انھوں نے سب سے پہلے کھڑی

بولی نثر کو مذہبی اموروں سے نکال کر عام زندگی میں شامل کیا۔للولال نے ''سن ہاسن پچیسی'' (۱۸۰۰ء)۔ جسے تال بیتی (۱۸۰۹ء)اور شکنتلا ناٹک (۱۸۱۰ء)۔''مادھونل'' (۱۸۰۹ء) ''لال چندریکا'' (۱۸۱۰ء) نام کی تحریریں لکھیں۔ان کی تحریروں میں ''ناسی کے تو پاکھیان'' ۔''چنداولی'' اور''رام چرتر'' قابل ذکر ہیں انکے علاوہ خیالی رام، دین بندھو، مدھوسودھن،ایشور چندودھیا ساگر جیسے مفکروں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندی کھڑی بولی نثر کی ترقی میں اہم کردارادا کیا ہے۔کھڑی بولی نثر کی ترقی میں دو روایت کام کر رہی تھیں۔ایک روایت انگریزوں کے اثر سے محفوظ رہی اور دوسری انکے اثر میں رہ کر ہی پروان چڑھی۔پہلی روایت میں رام پرساد، دولت رام، سداسکھ لال اور انشااللہ خان کو دیکھا جا سکتا ہے۔اور دوسری روایت میں للولال اور سدن مشر قابل ذکر ہیں۔فورٹ ولیم کالج ریاست کے لئے ہندی نثر کی ترقی کے لیے گامزن تھا تو عیسائی مشنری مذہب کے فروغ کے لئے نثر کی ترقی میں ساتھ دے رہے تھے۔مذہب کو پھیلانے کے لئے مشنریوں نے بائبل کا ترجمہ کروایا۔۱۸۰۹ء میں ہنری مورٹن نے بائبل کا ہندی زبان میں ترجمہ کیا۔کہا جاتا ہے کہ مورٹن صاحب کا ترجمہ ہی مستند ترجمہ مانا جاتا ہے۔بائبل کے علاوہ اور بھی بہت سی چھوٹی بڑی مذہبی کتابیں شائع ہوئیں۔سن ۱۸۲۶ء میں شائع ہوئی بائبل کتاب کا ایک نمونہ اس طرح ہے

لون اچھا ہے۔پرنتو یدی لون اپنی لونائی کو کھووے تو
تم اسکو کس سے سوادت کرو گے۔آپ میں لون رکھو
اور آپس میں ملے رہو۔آرمبھ میں وچن تھا اور وہ
وچن ایشور کے سنگ تھا اور وہ وچن ایشور تھا۔(۱۴)

عیسائی مذہب کے فروغ دینے میں تین مذہبی طاقتیں سامنے آئیں۔برہم سماج۔آریہ سماج اور سناتن مذہب ان تحریکوں نے کسی نہ کسی طرح ہندی نثر کو متاثر کیا۔برہم سماج کے ابتداء میں راجہ رام موہن داس نے تعلیم کے ذریعے ہندو مذہب میں سدھار لانے کی کوشش کی۔انھوں نے سن ۱۸۲۲ء میں ویدوں کا ہندی زبان میں ترجمہ شائع کرایا۔ہندی نثر کو متاثر کرنے والی دوسری مذہبی تحریک آریہ سماج تھی۔آریہ سماج کو سوامی دیانند کے ہاتھوں فروغ حاصل ہوا۔انھوں نے معاشرے اور مذہب میں سدھار لانے کے لئے آریہ سماج کی بنیاد ڈالی اور آریہ سماج بھاشا کے نام سے ہندی زبان کی حمایت کی کھڑی بولی نثر کے پھیلانے میں تعلیمی اداروں، کچہری اور میگزین رسالوں نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ہندی نثر کے جن روپ کا آغاز سداسکھ لال، سدن مشر، للولال اور انشااللہ خان کی تحریروں میں ہوا اسے آگے بڑھانے کا کام آچاریہ ہریش چندر نے کیا ان کے الفاظ میں

ان کے بھاشا سنسکار کو سب لوگوں نے مکت کنٹ
سے سویکار کیا ہے (۱۵)

بھارتیندو ہریش چندر ہندی نثر کو نہ تو سنسکرت سے متاثر کرانا چاہتے تھے نہ اردو سے وہ تو اسکو اسکا حقیقی انداز دینا چاہتے تھے۔ہندی نثر میں انکا یہی سب سے بڑا کارنامہ ہے بلا شبہ بھارتیندو ہریش چندر ایک زمانے کا نام ہے۔جس نے ہندی نثر میں ایک نیا نکھار پیدا کیا۔انھوں نے ہندی نثر کو ایک نئی راہ دیکھائی۔انکے شدھ ہندی کے ایک روپ کی مثال پیش ہے۔

پر میرے پریتم اب تک گھر نہ آئے ۔کیا
اس دیش میں برسات نہیں ہوتی ۔
یا نئی سوتکے پھندے میں پڑ گئے ۔کہ
ادھر کی سدھ ہی بھول گئے) (١٦)
کہاں تو وہ پیار کی باتیں کہاں ایک سنگھ
ایسا بھول جانا کہ چھٹی بھی نہ بھجوانا ہاں
میں کہاں جاؤں کیسی کروں میری تو ایسی
کوئی منہ بولی سہیلی بھی نہیں کہ اس سے
دکھڑا رو سناؤں سناؤں کچھ ادھر اُدھر کی
باتوں سے ہی جی بہلاؤں (١٧)

ہریش چندر نے ہندی نثر کولوگوں میں رائج کیا ان کے دور میں ہی انگریزی کے بہت سے الفاظ ہندی میں آ گئے تھے،مثلاً ہائیکورٹ، کلکٹر، پولیس، گورنر وغیرہ کا استعمال ہونے لگا تھا۔اسی طرح لباس سے متعلق الفاظ مثلاً کوٹ، پینٹ،شرٹ، بوٹ، کالر جیسے الفاظوں کا استعمال چل پڑا تھا۔اسی دور میں ڈرامہ اور ناولوں کی تنقید نگاری کی ابتدا ہوئی۔ اس زمانے کے لکھنے والے پنڈت پرتاپ نارائن مشر اَپادھیائے بدری ناتھ نارائن، چودھری، ٹھاکر جگ موہن سنگھ، پنڈت بال کرسن بھٹ قابل تعریف ہیں۔ ہندی نثر لکھنے والوں کا تعلق نہ صرف ہندی علاقوں سے تھا بلکہ پنجاب، بنگال، مہارشٹرا میں بھی تھے۔ بنگلہ مراٹھی، گجراتی وغیرہ علاقائی زبانوں کا نثر میں ترجمہ بھی بڑی تیزی سے ہونے لگا تھا۔ بھارتینور کے بعد ہندی نثر کو صحیح ڈھنگ سے اور گرامر سے مضبوط بنانے میں مہاویر پرساد دیوی جی نے اہم کردار ادا کیا۔دی ویدی دور ہندی ترقی اور شان شوکت کا دور تھا۔انھوں نے سرسوتی نام کے رسالے کے ذریعہ بھارتینو کے کام کو دگنی شدت کے ساتھ آگے بڑھایا۔دویدی جی کے زمانے میں ہندی نثر فروغ حاصل کر چکی تھی۔

حواشی :

١ سناتن مذہب : ہندو مذہب کے ماننے والے ایک فرقے کا نام
٢ آریہ سماج : ہندی نثر کو متاثر کرنے والی مذہبی تحریک جس کے چلانے والے سوامی دیانند سرسوتی تھے

اچاریہ دی ویدی نے ایک طرف تو ہندی لکھنے کے ڈھنگ کو حقیقت کے قریب کیا اور دوسری طرف نئے لکھنے والے لکھاریوں کی رونمائی کرتے ہوئے ہندی نثر کو نیا روپ دیا اسطرح دی ویدی دور میں ہندی نثر کو آگے بڑھانے والے لکھاریوں میں پنڈت چندردھر شر ماگلیر ی،ادھیا پک سنگھ موہن گنیش شنکر اوپادھیائے۔ چنڈی پرساد ہردیش وغیرہ اہم ہیں۔ادیبوں نے رسالوں کے ذریعے کھڑی بولی نثر کو آگے بڑھایا۔ ویدی جی نے کھڑی بولی نثر کے روپ کو مستحکم کیا۔اس زمانے میں مضمون، کہانی، ناول، افسانہ ڈرامہ وغیرہ بڑی تعداد میں لکھے گئے۔اسی دور کے مضمون نگاروں میں مہاویر پرساد دویدی، ساگھاو پرساد مشر، شام سندرداس، چندردھر شر ما گیلر ی، بال سکھند گپت وغیرہ قابل ذکر ہیں ہندی کہانی کی حقیقت میں ترقی دویدی دور میں ہوئی۔کشوری لال گوسوامی کی اندومتی کہانی کو کچھ دانش ور ہندی کی پہلی کہانی

مانتے ہیں۔ پنڈت ایشور پرساد شرما نے اسی زمانے میں آدھے درجن سے زائد رسالوں کی ایڈیٹنگ کی۔اسی دور میں تنقید نگاروں کی بھی راہ ہموار ہوئی۔ دیدوی دور کے بعد ہندی نثر گرامر کی صلاحیتوں سے بھرپور نظر آیا اوراسکی کمزوریاں ختم ہوچکی تھیں۔

سن ۱۹۴۱۔۱۸۸۴ء یہ دور پنڈت رام چند شکل اور پریم چند کا دور تھا۔اس دور میں ہندی ادب کی تاریخ اور تنقید نگاری پر توجہ دی گئی جائیسی، سُورداس پر لکھی انکی تنقیدوں سے آنے والے تنقید نگاروں کا راستہ ہموار ہوا۔کہانی ادب کے میدان میں پریم چند نے انقلاب برپا کردیا۔اب کہانی صرف سیروتفریح ،عیش وعشرت کا مرکز ہی نہیں رہا بلکہ انسانی زندگی کے مسائل سے جڑ گیا۔انھوں نے سیوا سدن ،رنگ بھومی ،نرملا،غبن،گودان جسے ناولوں کی تخلیق کی۔ان کی ۳۰۰ سے زائد کہانیاں مان سُر ودوں کے آٹھ حصوں میں اور گپُت دھن کے دوحصوں میں موجود ہیں۔ پُوس کی رات،کفن، شطرنج کے کھلاڑی،نیم پرمیش ور،نمک کا داروغہ،عیدگاہ وغیرہ انکی کہانیاں مشہور ہوئی ہیں اس کی ایک اہم مثال پریم چند کی کہانی مکتی ماوگ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اگنی مانو سنگ رام کا بیشن دریش اوپس
تھیتھ ہوگیا ہر پہر ایک ہاہا کار مچا رہا،کبھی
ایک پکش پربل ہوتا تھا،کبھی دوسرا۔اگنی
پکش سے یودھا مرمر کے جیو اُٹھتے تھے
اور دیوگن شکتی سے رنون مت ہوکر شترو
پر ہار کرنے لگتے تھے۔مانو وپکش میں جن
یودھا کی کیرتی سب سے اوجول تھی وہ
بدھوتھا (۱۸)

اس زمانے کے دوسرے کہانی نگاروں میں ورندہ وندلال ورما، بےچین شرما اُگر، جے شنکر پرساد، بھگ وتی چرن ورما وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ دویدی دور کے بعد چھایاوار کے نام سے اس دور کا ذکر آتا ہے۔اس دور میں نثر کی چاروں طرف ترقی ہوئی اس دور میں جے نیدر کی اگیہ جیش پال،نند دُسہری واجپائی نے انسانی جذبات سے متاثرہ مضون لکھے۔ناگ ارجن، امرت لال ناگر،منوبھنڈاری، جےَ کشن، بھیشم سہانی نے جدید دور کے مسائل پر ناول اور کہانیاں لکھیں آج ہندی نثر خیالات کے اظہار کا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے وہ زندگی کے ہر حالات کا متاثرہ کن طریقہ سے بیان کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔مضمون،تنقید نگاری، ناول، کہانی، ڈرامہ وغیرہ کی ترقی ہندی نثر میں تیزی سے ہورہی ہیں۔

ہندوستان کی دوسری زبانوں، پنجابی، مراٹھی، گجراتی، راجستھانی، بنگلہ وغیرہ کے لفظوں کا استعمال بھی ہندی نثر میں کیا جارہا ہے اس کے ساتھ ساتھ انگریزی کے بھی بہت سے الفاظ ہندی نثر میں شامل ہوکر ہندی نثر کی اہمیت کو بڑھا رہے ہیں۔انکے ساتھ ہی علاقائی زبانوں کے الفاظ کے استعمال سے بھی ہندی نثر فروغ حاصل کررہا ہے۔

حواشی:

۱ : بھارتیندو ہریش چندر ۱۸۵۰ سے ۱۸۸۵ء : ہندی نثر کے اس دور کو نثر نگار بھارتیندو ہریش چندر کے نام سے پکارا جاتا ہے

۲ : دویدی دور : ہندی ادب کے جدید دور کا ایک حصہ نثر نگار ہزاری پراساد دویدی کے نام پر دویدی یگ کہلاتا ہے

۳ : جائیسی، سورداس : یہ دونوں ہندی ادب میں بھکتی دور کے مشہور شاعر ہیں

آزادی ہند کے بعد سن ۱۹۶۰-۷۰ء تک ہندی نثر خاص طور سے عشقیہ لفاظی سے آزاد ہو کر جدیدیت کو اختیار کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ہندی ادب کا جدید دور اور ترقی پذیر ہے۔ بھارتیندو ہریش چند نے ہندی زبان کے لکھنے کے جس ڈھنگ کی بنیاد رکھی وہ دویدی دور میں پھلا پھولا اور اس دور تک آتے آتے اس کو پوری طرح فروغ حاصل ہوا۔

ہندی نثر کی تاریخ کا جائزہ یہ ثابت کرتا ہے کہ نثر کی ابتداء قدیم روایات کے زیر اثر رہی اور جیسے جیسے ہندی زبان میں ترقی ہوئی نثر نے بھی اس کا اثر قبول کیا۔ ہندی نثر نے ہندوستان کی دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمولیا تا کہ یہ نثر عام لوگوں میں مقبول ہو سکے۔ انگریزوں کے دو صدیوں پر محیط اقدار نے بھی ہندی نثر کی ترقی میں اپنا اثر دیکھایا اور انگریزی زبان کے الفاظ بھی اس میں شامل ہوتے گئے۔ آخر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ہندی نثر میں وقت کے ساتھ ساتھ مزید ترقی ہوتی رہے گی۔

حواشی

۱۔ کامتا پرساد جین ، ہندی جین ساہتہ کا سنگ شپ اتہاس، ص۹۵، باشمولہ: ہندی کا گدساہتے، ڈاکٹر رام چندر تیواری، وشو بدیالے پراکاشن، وارانسی ۱۹۹۲، ص ٦

۲۔ رام چندر تیواری، ڈاکٹر، پراچین، گرجر کاویا سنگرہ، ۱۳۵۸ راجھستانی گدہ کا نمونہ ص ٦٨ -٨٨

۳۔ لکشمی ساگر واشرے، ڈاکٹر، آدھونک ہندی ساہتے کی بھومیکا، ہندی پریشد، فریاگ، ص ۲۷۱ بشمولہ: ھندی کا گدساہتے، ڈاکٹر رام چندرتیواری، وشو بدیالے پراکاشن، وارانسی، ۱۹۹۲، ص ٦

۴۔ موتی لال منیریا، راجھستانی بھاشا اور ساہتے، ص۲٦۳ باشمولہ: ہندی کا گدساہتے، ڈاکٹر رام چندر تیواری، وشو بدیالے پراکاشن، وارانسی ۲۹۹۱، ص ٦

۵۔ رام چند شکل، ڈاکٹر، ہندی ساہتے کا اتہاس، ناگری پراچارڑی سبھا، کاشی ۲۰۰۵، ص ۴۰۴

٦۔ لکشمی ساگر واشرے، ڈاکٹر، آدھونک ہندی ساہتے کی بھومیکا، ہندی پریشد، فریاگ، ص٦۵۲، بشمولہ: ھندی کا گدساہتے، ڈاکٹر رام چندر تیواری ۱۹۹۲، ص ۷

۷۔ احتشام حسین، پروفیسر، اردو ساہتے کا الوچناتمک اتہاس، لوک بھارتی پراکاشن، آلہ آباد، ۱۹٦۹ باشمولہ: ص ۳۲

۸۔ رام چندر ورما، ڈاکٹر، ہندی ساہتے یگ ایوم پرابرتیوں کا وکاس، انیتا پرکاشن، نئی سڑک، دہلی، ص ۸۵

۹۔ ایضا

۱۰۔ پرمانند پانچال، داکٹر، دکھنی ہندی وکاس اور اتہاس، النکار پرکاشن، دہلی ۱۹۸۳، ص ۷۹ -۸۰

۱۱۔ اقبال احمد، ڈاکٹر، دکھنی ساہتیہ کا الوچناتمک اتہاس، لوک بھارتی پرکاشن، آلہ آباد، ۱۹۸۶، ص ۳۹۶

۱۲۔ رام چندرورما، ڈاکٹر، ہندی ساہتیہ یگ ایوم پرابرتیوں کا وکاس،انیتا پرکاشن، نئی سڑک، دہلی ص ۸۵

۱۳۔ ایضا، ص ۸۹

۱۴۔ لکشمی ساگر واشڑے، ڈاکٹر، آدھونک ہندی ساہتیہ کی بھومیکا، ہندی پریشد، فریاگ، ۱۹۷۱، ص ۴۶۵

۱۵۔ ریکھا ماڈل آنسر سیریز، ہندی ساہتیہ کا اتہاس، آدھونک کال، ریکھا پراکاشن ۲۰۱۱، ص ۴۷

۱۶۔ نند دلارے واجپائی، بھارتی بھنڈار، لیڈر پریس، آلہ آباد، سمبوت ۲۰۱۳، ص ۱۳۸

۱۷۔ شری کرشنا لال، ڈاکٹر، ھندی پریشد، پریاگ ۱۹۶۵، ص ۱۷۷ بشمولہ: ھندی کا گدساہتیہ، ڈاکٹر رام چندرتیواری، ۱۹۹۲، ص۳۶